ولی کامل حضرت مولانا فضل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع جالندھر کی بستی اسماعیل پور کی شاخ سنگووال میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام کریم بخش تھا۔ آپ کے دادا فتح دین اور نانا غلام غوث اپنے علاقے کے معروف بزرگ تھے۔

آپ کے والد تجارت کرتے تھے ایک مرتبہ تجارت میں اس قدر خسارہ ہوا کہ موصوف وطن مالوف کو خیرباد کہہ کر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک گاؤں میانکوٹ میں رہائش پذیر ہو گئے۔

ابتدائی تعلیم

میانکوٹ میں آپ نے میاں دین محمد صاحب اور میاں عبدالرحیم سے قاعدہ بغدادی اور قرآن کریم ختم کیا۔ بعدازاں آپ چھاپیاں والی کے پرائمری اسکول میں داخل ہو گئے۔ سکول کے ایک استاد سید محمد حیات نے اپنے ہونہار شاگرد فضل محمد کو پہلی نظر میں پہچان لیا کہ یہ سعید بخت بچہ علمی عظمت کی مسند پر رونق افروز ہوگا۔ استاد موصوف نے ہونہار شاگرد کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی۔ آپ نے ۵ سالہ کورس تین سال میں مکمل کر کے اعلیٰ نمبروں میں کامیابی حاصل کی۔

آپ پرائمری سے فراغت کے بعد علم دین کی طرف متوجہ ہوتے۔ آپ کو مولانا غلام محمد صاحب فاضل مظاہر العلوم سہارنپور کی شکل میں "موضع "مدرح پور"، میں ایک شفیق و مہربان اور لائق و قابل استاد مل گیا۔ آپ علوم شرقیہ کے ماہر اور جید عالم دین تھے۔ آپ نے استاد موصوف کی شاگردی اختیار کی اور نہایت جذبہ و شوق سے آپ نے ابتدائی عربی اور فارسی کی کتابیں پڑھیں، تھوڑے عرصے کے بعد بعض ناگزیر گھریلو حالات کے باعث تعلیم سے کنارہ کش ہو گئے۔

والد ماجد کا انتقال

۳ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آپ کے والد ماجد کے انتقال کا حادثہ پیش آیا یہ حادثہ فاجعہ آپ پر قیامت بن کر گرا۔ کئی ماہ تک آپ افسردہ و پژمردہ رہے، جونہی سکون ہوا تو حصول علم کی چنگاری جو حوادث و آفات کی راکھ تلے دبی ہوئی تھی۔ پھر سلگ پڑی، چنانچہ آپ پھر حصول علم پر کمربستہ ہو گئے۔

جامعہ رشیدیہ رائے پور جالندھر میں داخلہ

آپ طویل سفر کر کے رائے پور جالندھر کی قدیمی درسگاہ جامعہ رشیدیہ میں ۱۷ شوال ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۲۰ء کو داخل ہو گئے۔ اس دور میں یہ درسگاہ برصغیر کا ممتاز علمی مرکز تھا۔ یہ مدرسہ ۱۹۰۱ء میں دارالعلوم دیوبند کی طرز پر قائم کیا گیا۔ وہاں کے صدر مدرس حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب نے نیک فطرت نونہال کو پہلی نظر میں پہچان لیا کہ یہ نیک بخت بچہ بلند اقبال کا حامل ہے۔ آپ نے پہلے ہی سال میں فارسی، علم صرف، علم نحو، علم منطق، علم فقہ اور ادب کی تمام ابتدائی کتب ختم کر ڈالیں۔

۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں آپ نے تھانہ بھون کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ آپ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے ظل عاطفت میں نصابی کتب پڑھیں۔ پھر ۱۹۲۲ء میں حضرت تھانویؒ کے حکم پر آپ نے مدرسہ نصرۃ العلوم کاندھلہ میں داخلہ لیا۔ حضرت تھانویؒ نے ایک مکتوب میں لکھا کہ بچہ نہایت ہونہار اور سعید ہے۔ اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔

یہاں آپ نے مولانا اسماعیل صاحب، مولانا اشفاق الرحمٰن صاحب، اور مولانا غلام محمد صاحب صدر مدرس سے مختصر المعانی اور دیگر کتب پڑھیں۔

رائے پور جالندھر میں دوبارہ آمد

ایک سال کاندھلہ میں گزارنے کے بعد وطن سے دوری اور بعض گھریلو وجوہ کی بنا پر دوبارہ ۱۹۲۳ء کو مدرسہ عربیہ اسلامیہ جامعہ رشیدیہ رائے پور ضلع جالندھر میں داخلہ لیا۔ یہاں مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ آپ کے ہم سبق تھے۔ وہاں آپ نے مولانا خیر محمد صاحب جالندھری سے مشکوٰۃ شریف کے بعض ابواب اور جلالین شریف کا کچھ حصہ پڑھا۔ پھر بعض معاشی الجھنوں کی وجہ سے سلسلہ تعلیم منقطع کرنا پڑا۔ اور اسکول میں ملازمت کرنا پڑی۔ چنانچہ آپ ساہیوال کے نواحی گاؤں "مدرتی ٹبی" کے پرائمری اسکول میں بطور مدرس تعینات ہو گئے۔ چند سال بعد ایک قریبی گاؤں چک ۹۵/۱۰-آر کے ایک متدین گھرانہ میں آپ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب سعید انجام پائی چونکہ آپ کے قلب مبارک میں دینی تعلیم کی تکمیل کا جذبہ کارفرما تھا اس لیے اس جذبہ صادقہ کے تحت ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ء میں ملازمت کو خیرباد کہہ کر آپ حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی خدمت میں تھانہ بھون حاضر ہو گئے۔ اس سفر میں آپ کی اہلیہ محترمہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں سو وہاں آپ نے ایک سال قیام کیا۔ دوران تعلیم آپ غیر معمولی ذہانت و قابلیت کی بنا پر اپنے یوپی کے رفقاء کو اعادہ و تکرار کروایا کرتے تھے آپ کے اس زمانہ کے ساتھیوں میں مولانا سید شمس الحق تھانوی سابق خطیب مسجد خضراء صدر کراچی، مولانا محمد احمد تھانوی سکھر والے اور مولانا محمد امین اعلاوی

خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مظاہر العلوم میں داخلہ اگلے سال ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں آپ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل ہو گئے۔ یہاں آپ نے ملا حسن اور ادب کی بعض کتابیں پڑھیں یہاں بھی آپ اپنے رفقاء درس سے فائق و برتر رہے۔ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ علم میراث کی مشہور و معروف کتاب سراجی کے امتحان کے سوالات میں سے ایک سوال نہایت پیچیدہ اور مشکل تھا۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے اس دقت طلب سوال کو نہایت عمدگی اور خوبی سے حل کیا اور اس الجھن کو سلجھا کر سب سے پہلے پرچہ حل کر کے اٹھ آیا جب کہ باقی تمام رفقاء سوال کے گرداب میں پھنسے ہوئے تھے۔

دار العلوم دیوبند میں داخلہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء میں آپ نے برصغیر پاک و ہند کی عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی دار العلوم میں داخلہ لیا پہلے سال منطق و فلسفہ اور ادب و ہیئت کی امتحانی اور اعلیٰ کتب پڑھیں دوسرے سال ۱۳۵۳ھ میں آپ نے دورۂ حدیث شریف پڑھا۔ آپ کے اساتذہ کرام میں شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ اور شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

چک نمبر ۱۱/۶۔آر میں امامت و خطابت آپ نے ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۴ء میں دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد چند احباب کے شدید اصرار پر ضلع بہاول نگر کے ایک قصبہ چک نمبر ۱۱/۶۔آر میں تشریف لا کر امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے شروع کیے۔ آپ کی اس گاؤں میں تشریف آوری سے قبل علاقہ ہذا میں کوئی مستند عالم نہ تھا آپ کے علم و فضل کی شہرت سن کر تشنگان علوم آپ سے فیض یاب ہونا شروع ہوئے۔ یہاں آپ نے جلالین اور مشکوٰۃ شریف تک کتب کا درس دیا۔

مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی کا قیام ۱۹۳۶ء میں آپ کے قلب مبارک میں لوگوں کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کے لیے ایک باقاعدہ دینی ادارہ کے قیام کا جذبہ بڑی شدت سے موجزن ہوا۔ چنانچہ اس سال آپ نے چک نمبر ۱۱/۶۔آر میں ایک باقاعدہ دینی ادارہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔

کچھ عرصہ بعد احباب کے مشورہ سے یہ ادارہ فقیر والی منتقل کر دیا گیا اس لیے کہ فقیر والی کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہاں کے منتظم شیخ شیر محمد صاحب نے ایک ایکڑ اراضی مدرسہ کو عطیہ کر دی پہلے یہاں ایک کچی مسجد تھی۔ اس کے ملحقہ مدرسہ کا باقاعدہ کام شروع کر دیا گیا۔ بفضلہ تعالیٰ آج تک

حضرت موصوف کا یہ فیض عام جاری وساری ہے۔ آج وہی مدرسہ بحمد اللہ پاکستان کے مرکزی مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ ہزاروں لوگ قرآن وسنت کے علوم سے بہرہ ور ہو کر اندرون ملک اور بیرون ملک شجر اسلام کی آبیاری میں مشغول ہیں۔

اوصاف وکمالات

مولانا موصوف علم وفضل، ذہانت وفطانت، سنجیدگی ومتانت فصاحت وبلاغت عاجزی وانکساری، فروتنی وخاکساری دلیری وشجاعت کا۔ ایک نادر نمونہ تھے توکل واستغناء اور شفقت ونرمی آپ کی طبیعت ثانیہ تھی۔ دنیا کی حرص اور لالچ سے آپ کا قلب مبارک بالکل مبرا تھا۔ آپ کے اوصاف وکمالات کے تفصیلی اظہار کے لیے ایک دفتر درکار ہے، فی الحال چند اشارات پر اکتفا کرتے ہیں۔

وفات حسرت آیات

۲۳ فروری ۱۹۸۱ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ بروز پیر آپ کے انتقال پر ملال کا حادثہ فاجعہ پیش آیا۔ مگر آپ کے قائم کردہ ادارہ کے علم وعرفان کی نورانی کرنیں سورج کی طرح پوری دنیا پر پڑ رہی ہیں۔ آپ نے اپنے پیچھے چار لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑی ہیں۔

حضرت موصوف کی وفات کے بعد ۲۸ فروری ۱۹۸۱ء کو مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ جس میں باتفاق رائے مولانا محمد قاسم صاحب قاسمی آپ کے تیسرے صاحبزادے کو مدرسہ ہذا کا مہتمم مقرر کیا گیا۔ آپ بلاشبہ اپنے والد ماجد کے جمیع کمالات کا عکس جمیل ونقش جلیل ہیں۔ آپ علم دوست اور معقولیت پسند ہیں۔ آپ نے اعلیٰ ذہانت اور بے مثال استقامت اپنے والد مرحوم سے ورثہ میں پائی ہے اس لیے مدرسہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے آپ کے دور میں دو منزلہ نیا کتب خانہ تعمیر ہوا ہے۔ مزید اضافہ یہ ہوا ہے کہ بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لیے ایک بہت بڑا ادارہ جامعہ تعلیم البنات کے نام قائم کیا گیا، جس کا ۹ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۹۰ء کو افتتاح کیا گیا۔ بفضلہ تعالیٰ جامعہ تعلیم البنات میں درجہ حفظ وناظرہ کے علاوہ الشہادۃ العالمیہ مساوی ایم اے عربی واسلامیات تک دینی تعلیم کا معقول انتظام ہے۔ اس وقت پاکستان کے مختلف علاقوں سے آئی ہوئی ۲۵۰ سے زائد طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

غرضیکہ آپ کے بارہ سالہ دور اہتمام میں جامعہ ہذا نے ہر اعتبار سے ترقی کی ہے۔